بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

012-03:سورۃ یوسف کی مختصر تفسیر (آیات:19-29)

سورۃ یوسف کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور ہم رُکے تھے پچھلے درس میں آیت نمبر 18 پر، آج کی نشست میں آیت نمبر 19 سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾﴾ (یوسف:19)

﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ﴾: اور ایک قافلہ آیا۔ ﴿فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ﴾: پس انہوں نے اپنا پانی بھرنے والا بھیجا۔

﴿فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ﴾: اُس نے اپنا ڈول اُس کنویں میں ڈالا۔

﴿قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ﴾: اُس نے کہا ایک خوشخبری کی بات ہے کہ ایک لڑکا ہے۔

﴿وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ﴾: اور انہوں نے اُسے مالِ تجارت سمجھ کر چھپالیا۔

﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے تھے۔

پچھلے درس میں ہم نے یہ جان لیا کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے بھائیوں نے جب یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو کنویں میں ڈال دیا تھا اور واپس اُن کی قمیض پر جھوٹا خون لگا کر اپنے باپ کی طرف آئے روتے ہوئے شام کو دیر سے اور یہ بتایا کہ بھیڑیئے نے اُن کے بھائی کو کھالیا جب وہ ایک دوسرے سے سبقت لینے کے لیے چلے گئے تھے اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے مال و متاع کے ساتھ اکیلا چھوڑ کر گئے تھے۔

اور اس جملے پر ہم نے بات ختم کی تھی کہ یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے جب اُن کی اس سازش کو دیکھا تو بڑا پیارا جملہ فرمایا:

﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾﴾ (یوسف:18)۔

اور میں نے یہ بیان کیا تھا کہ صبرِ جمیل آپ دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے اس قصے کے اگلے لمحات میں، آپ کو ایک ایک لمحے میں صبرِ جمیل نظر آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ یہ عظیم جملہ ہے، واللہ! عظیم جملہ ہے عام بات نہیں ہے! جسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے نا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا بھی کرتا ہے اور اُس کا حق بھی ادا کرتا ہے اور جو وعدہ اس نے کیا وہ وعدہ بھی نبھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ایسے آتی ہے کہ آپ کبھی سوچ نہیں سکتے!

انسان کا گمان تک نہیں ہوتا کہ کہاں سے مدد آئے گی، جہاں سے انسان نے کبھی سوچا نہیں ہے نا کہ یہاں سے مدد آسکتی ہے وہاں سے مدد بھی آجائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ پر کوئی غالب ہو نہیں سکتا۔

تو یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے مکمل (تمام) سپرد کر دیئے کیونکہ پتہ چلا کہ فتنہ ہے اب جو انہوں نے کیا ہے وہ کیا ہے لیکن ایک تسلی تھی جانتے ہیں کون سی؟ کیا تسلی تھی؟ ایک شروع میں یعنی خواب کی تعبیر جو تھی نا خواب کی تعبیر کیا تھی؟ کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو بڑا عہدہ ملے گا یعنی زندہ بچیں گے۔

یعنی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو بھیڑیئے نے کھایا نہیں ہے چاہے خون کی جو اُن سے غلطی ہوئی ہے قمیض لے کر آئے ہیں تو یہ خواب کی تعبیر ہونی ہے، یوسف علیہ الصلاۃ والسلام حیات ہیں زندہ ہیں یہ الگ بات ہے کہ جدا ہو گئے ہیں کہاں ہیں، اس لیے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾: تم یہ جو کہہ رہے ہو غلط کہہ رہے ہو مجھے پتہ ہے، جو تم نے کیا ہے وہ بھی غلط کیا ہے مجھے نہیں پتہ کہ تم کیا کر کے آئے ہو لیکن اللہ تعالیٰ سے یہ امید ضرور ہے کہ میرے بیٹے کو ملائے گا۔ لیکن میں کیا کرتا ہوں کوئی اور راستہ ہے؟ صبر نہیں فرمایا کیا فرمایا؟ صبرِ جمیل۔ کیا بتایا میں نے صبرِ جمیل کا؟ شکایت کسی کو نہیں کریں گے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

دیکھیں کہنا آسان ہے جو انسان پریشانی میں ڈوبا ہوتا ہے نا! یعنی یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی یہی تھی اپنے اس بیٹے سے اتنا پیار تھا فرماتے ہیں کہ اس کی جدائی مجھے غمزدہ کر دیتی ہے اس لیے میں اسے دور نہیں کر سکتا تھوڑے لمحے کے لیے بھی کہاں لے کر جا رہے ہو اسے؟! جب دنیا ہی چلی گئی اُن کی اس لیے فرمایا صبرِ جمیل۔

شدید پریشانی میں صبر کرنا ہے اور جس نے صبرِ جمیل کیا ہے اس کے ساتھ: ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾: اللہ مدد استعانت صبرِ جمیل کے ساتھ ہے۔

واپس آتے ہیں؛ اُدھر سے جہاں پر اکیلا چھوڑ کر آئے تھے نا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو وہاں پر کیا ہوا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ﴾: اور ایک قافلہ وہاں سے گزرا اُس کنویں پر پہنچا۔

اور ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ قافلہ پہنچنے سے پہلے آگے چند لوگوں کو بھیجتے تھے جو پانی کا انتظام کرتے تھے پورے قافلے کے لیے یہ طریقہ تھا ہمیشہ کیونکہ اگر سب پہنچ جاتے وہاں پر تو بھگدڑ لگ جاتی کنویں پر تو منظم طریقہ ہوتا تھا اور خاص طور پر جو تاجر لوگ ہوتے تھے نا اپنے قافلے کو ایک خصوصی نظام کے ساتھ چلاتے تھے اور عرفِ عام تھا لوگوں میں تو یہ اس لیے فرمایا:

﴿فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ﴾: اُس قافلے نے ان کو آگے بھیجا جو پانی بھرنے والے ہیں (وارد کہتے ہیں جو پانی بھرتے ہیں)۔

﴿فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ﴾: تو اُس نے جس نے پانی بھرنا تھا (ڈول سے پانی بھرا کرتے تھے نا کنویں سے) جو اپنا ڈول نیچے ڈالا کنویں میں اور ڈول کو باہر نکالا تو دیکھا پانی کی جگہ کون ہے؟ ایک لڑکا ہے: ﴿فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ﴾۔

﴿قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ﴾: تو اُس نے کہا یہ بڑی خوشخبری کی بات ہے کہ یہ ایک لڑکا ہے۔

اب کسی بھائی نے سوال کیا کہ عمر کیا تھی؟ میں نے کہا کہ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے، کسی نے کہا دَس سال ہے، کسی نے کہا سات سال ہے دَس سے کم ہے، کسی نے سترہ ہے کسی نے کہا اٹھارہ ہے مختلف ہیں:

1-تو جس نے کہا ہے دَس یا دَس سے کم ہے ﴿يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ﴾ اب سترہ سال کو غلام کہتے ہیں کیا؟! غلام کہتے ہیں دَس سال سے کم عمر کو۔

2-اور جس نے کہا سترہ اٹھارہ سال ہے بالغ ہے اُس نے کہا کہ وحی کی بات آئی ہے تو وحی بچے پر تو نہیں ہوتی،جب کنویں میں اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ﴾ (یوسف:15) یہ وحی جو ہے یا الہام ہوا تھا تو پھر بچے پر نہیں ہوتا بالغ پر ہوتا ہے۔

بہر حال اس پر علماء کا اختلاف ہے قول راجح کیا ہے وقت نہیں کہ میں اس پر بتاؤں لیکن اس آیت میں: ﴿قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ﴾: یہ بچہ ہے، ﴿وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً﴾: اُسے چھپا لیا مالِ تجارت بنا کر؛ کیونکہ غلاموں کو بیچا جاتا تھا اور خریدا جاتا تھا، اب یہ بچہ ہم غلام بنا کر بیچیں گے تو چھپا لیا۔

اب قافلہ پہنچنے سے پہلے دیکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝19﴾: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے تھے؛ یعنی جو اُن کی تدبیر تھی جو وہ کر رہے تھے کہ کیسے بیچنا ہے کیا کرنا ہے کیسے پیسے کمانے ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

﴿وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝20﴾

(یوسف:20)

﴿وَشَرَوْهُ﴾: یہاں پر دونوں دیکھیں، عربی میں شَرَیٰ جو ہے بیچنے اور خریدنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، ﴿وَشَرَوْهُ﴾: یہاں پر اگر آپ دیکھیں دونوں معنی ٹھیک ہیں۔

انہوں نے بیچا یعنی بھائیوں نے چنانچہ ہوا کیا؟ بھائی وہاں سے گزر کر واپس آئے کہ ہم دیکھیں تو سہی کہیں سے کوئی نکل کر واپس نہ آجائے تو ہماری پوری ترکیب خراب ہو جائے گی کیونکہ باپ کو ہم یہ کہہ دیا ہے کہ بھیڑیا کھا گیا وہ تو واپس آجائے گا! اس لیے واپس گئے وہاں پر یہ دیکھنے کے لیے کہ کسی نے نکالا تو نہیں ہے تو دیکھا کہ قافلے کے جو وارد ہیں وہ پہلے پہنچ چکے تھے اور انہوں نے باہر نکال لیا تھا تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے (دیکھیں بھائی بھائی کے بارے میں کہہ رہے ہیں اب وہ بیچارے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام دیکھ رہے ہیں!)۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فوراً اُس کنویں کی تاریکی اور اندھیرے میں یہ الہام دے دیا تھا کہ آپ نے کوئی خبر بھی دینی ہے تسلی رکھیں تو تسلی مل گئی ہے اب دل مضبوط ہو گیا ہے اب وہ ڈر وہ جو پریشانی تھی سب ختم ہو گئی ہے اب بھائی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے اسے واپس کرو، انہوں نے کہا کہ ایسا کرتے ہیں ہمیں بیچ دو ہم خریدتے ہیں۔

تو بارگیننگ (Bargaining) زیادہ نہیں کی کیونکہ بھائی جان چھڑانا چاہتے تھے "بھئی کم دام لے لو کچھ بھی لو اسے تم لے لو لیکن ایک شرط ہے کہ اسے واپس نہ آنے دینا"۔

اس لیے زیادہ پیسے نہیں لیے کم پیسے کم دام پر بھائی کو بیچ دیا!

اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ﴾:اور اسے بیچا بیچنے والے نے یا خریدا خریدنے والے نے،دونوں معنی ٹھیک ہیں لیکن کیا قیمت لگائی؟﴿بِثَمَنٍ بَخْسٍ﴾:بہت ہی کم دام میں۔

جیسے کہتے ہیں نا کہ کھوٹے سکے کھوٹے داموں میں تو بہت کم دام میں؛بخس کہتے ہیں کم کو کتنا تھا؟﴿دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ﴾:چند درہم تھے۔

دینار بڑا ہوتا ہے عام طور پر دیناروں میں خرید و فروخت ہوتی تھی غلاموں کی خاص طور پر ایسا جب لڑکا ہو کیونکہ بڑا ہو گا مزید اُس میں طاقت آئے گی اور مزید کام آئے گا اور خوبصورت! یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا حسن و جمال سبحان اللہ!

کیونکہ بھائی اصل میں جان چھڑانا چاہتے تھے تو فرمایا کتنے بخس کتنے کم دام تھے؟﴿دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ﴾۔

دیکھیں اللہ کے نبی کو بیچا جا رہا ہے چھوٹا بچہ ہے نبی کا بیٹا ہے عظیم ہے:"اَلْكَرِيْمُ ،ابنُ الكَرِيمِ، ابْنِ الكَرِيمِ ،ابنِ الكَرِيمِ ":سب سے اعلیٰ نسب ہے عظیم۔

﴿وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۝۲۰﴾:اور وہ اُس سے بیزار ہو رہے تھے(زہد کہتے ہیں بیزاری کو، بے رغبتی کہ رغبت نہیں ہمیں)۔

کیونکہ جو منصوبہ کر کے آئے تھے اُن سے جان چھڑانے کا اُس پر اب مکمل عمل کرنا ہے کیونکہ اُن کو پتہ تھا کہ اب یہاں سے جائے گا تو واپس پلٹ کر نہیں آئے گا غلام ہے بیچ دیا ہم نے بات ہی ختم ہو گئی ہے! کیونکہ غلام جو ہے ہمیشہ اسے بیچا جاتا ہے یہاں پر کوئی اور لے گا تو واپسی کا راستہ بند ہو گیا!(اپنی طرف سے اُن کی زندگی سے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا مکمل خاتمہ ہو گیا)۔پھر اُنہوں نے جا کر غلام بنا کر بیچا کیونکہ تاجر لوگ تھے نا کم دام میں لے کر زیادہ دام میں جا کر بیچا! دیکھیں پھر میں نے کہا کہ اجتباء کی بات آئی ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کی بات تسلی کی بات سب آیا ہے اب قدم قدم پر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ساتھ یہ مدد آپ کو ہر لمحے میں نظر آئے گی۔

خریدنے والا کون ہے؟ کوئی بھی ہو سکتا تھا لیکن کس نے خریدا یہ کمال دیکھیں ذرا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۱﴾

(یوسف:21)

اس آیت میں چند عظیم پیغام ہیں پہلے سنیں ذرا:

﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ﴾:اور اُس نے کہا جس نے مصر سے اُسے خریدا۔

یعنی وہ قافلہ مصر کی طرف جا رہا تھا جب مصر میں پہنچے تو بیچا گیا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو، خریدنے والا جو تھا وہ مصر میں تھا اور وہ عام بندہ نہیں تھا عزیزِ مصر تھا بڑے عہدے پر فائز تھا،یعنی رائل فیملی(Royal family) میں سے تھا یہ سمجھ لیں آپ عام بندہ نہیں تھا۔

پہلی بات یہ کہ کہاں پر گئے؟ ایک بڑے گھرانے میں گئے کسی تاجر کے ہاتھ نہیں لگے کہ کوئی آگے جا کر اُنہیں بیچ دے، نہیں! اللہ کی حفاظت یہاں سے شروع ہوئی۔

پہلے بھی تھی وہاں کنویں سے لے کر اب قدم قدم پر دیکھیں آپ کہ جس نے خریدا جوں ہی وہ گھر پہنچا تو اپنے گھر والوں سے کیا کہتا ہے بیوی سے کیا کہتا ہے اس لیے فرمایا: ﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ﴾: پہلے سے ﴿قَالَ﴾: یعنی اب گھر پہنچا ہے تو فوراً یہ کہا ہے تاکہ گھر پہنچتے ہی کوئی پریشانی کوئی تکلیف نہ ہو جیسے عام غلاموں کے ساتھ ہوتا ہے، نہیں! یہ خاص غلام ہے۔

کیونکہ غلام تو ہیں ہی نہیں نا اس لیے اُن کا رہن سہن بھی غلاموں والا تھا ہی نہیں نام کے غلام تھے صرف، جب اللہ تعالیٰ کسی مدد کرتے ہیں حفاظت کرتے ہیں تو پھر ایسے ہوتا ہے کہ پہلے دن سے جوں ہی قدم رکھا گھر میں تو ﴿قَالَ﴾ لفظ پہلے ہے۔

دیکھیں: ﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ﴾: یعنی گھر پہنچتے ہی کیا کہا؟ انسٹرکشن (Instruction) پہلے ہے۔

یہ کس نے کہا؟ کافر تھا۔ دل میں کس نے ڈالا؟ اللہ تعالیٰ نے ڈالا کہ تمھیں یہ کہنا ہے کیونکہ یہ میرا خاص ہے یہ عام بندہ نہیں ہے۔

﴿اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ﴾: اس سے عزت اور اکرام کے ساتھ پیش آنا۔ ﴿اَكْرِمِيْ﴾ فعل اُمر ہے؛ بیوی کو بندہ حکم دیتا ہے غلام کے تعلق سے؟!

﴿اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ﴾: کیوں؟! عزت کا مقام کیوں دینا ہے بھئی غلام ہے؟! نہیں، وجہ ہے۔

﴿عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾: شاید یہ ہمیں کوئی نفع پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

ارے غلام بیٹا ہوتا ہے غلام تو خادم ہوتا ہے بیٹا خادم ہوتا ہے؟! عزیز کا بیٹا عزیز ہی ہوتا ہے نا!

رائل فیملی (Royal family) کا اگر کوئی بندہ ہو کسی کو کہہ دے کہ میرا بیٹا ہے وہ پرنس بن جاتا ہے کہ نہیں؟! حصہ بن جاتا ہے کہ نہیں؟!

اب کہاں غلام بیچا گیا اور کہاں پرنس والی زندگی کوئی سوچ سکتا ہے کبھی؟! کس نے کہا ہے یہ کہو اپنی بیوی کو کہ کوئی نفع پہنچائے گا نہیں تو بیٹا بنالیں گے بھئی؟! یعنی اپنے گھر میں کبھی پرنس والی زندگی تھی؟! یعنی باپ کی محبت الگ ہے وہ تو بے مثال ہے وہ پرنس سے بھی زیادہ تھی لیکن جب گھر سے دور ہوئے انہوں نے کبھی سوچا تھا کہ ایسے گھرانے میں جاؤں گا؟! اُنہوں نے اپنے آپ کو کیا کر دیا؟ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

باپ نے کیا کیا؟ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

جب اپنے معاملات تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں نا دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ کی مدد کیسے آتی ہے!

﴿اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾: اب بیچ میں ایک جملہ معترضہ ہے اللہ تعالیٰ نے کچھ فرمایا ہے اس کے بیچ میں، ابھی اس میں بات پوری کرنی ہے ابھی قصہ رُک گیا ہے یہاں پر پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ﴾: اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو مصر کی سرزمین پر تمکین دی ہے جگہ دی ہے۔ تمکین جانتے ہیں؟ تمکین سے مراد یہ ہے کہ ایسی جگہ دی ہے مضبوط جگہ جس میں اس کا اثر ورسوخ ہوگا تمکین ہے۔

آپ زمین پر رہتے ہیں آپ کا کوئی اثر ورسوخ نہیں ہوتا، آپ بھی رہتے ہیں، آپ سے بڑھ کر وہ جس کا کوئی عہدہ ہو جس کا کوئی اثر ورسوخ ہو جس کے یعنی قول اور فعل میں کوئی اثر ہو جس کے وجود میں کوئی اثر ہو گھر میں بھی گھر کے باہر بھی یہ تمکین ہے۔

ایک بندہ غلام بن کر آیا ہے بیچا گیا ہے ﴿ بِثَمَنٍ بَخۡسٍ ﴾: اللہ تعالی نے فرمایا اس عظیم نبی کے تعلق سے: ﴿ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوۡسُفَ ﴾: یہاں سے تمکین شروع ہوئی مصر کی سرزمین پر۔

﴿ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ ﴾: اور اس کے ساتھ ساتھ تاکہ ہم یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو تعلیم دیں تاویل الاحادیث کی۔

تاویل الاحادیث کے دو معنی مفسرین فرماتے ہیں:

1-ایک معنی ہے خوابوں کی تعبیر پہلے بیان ہو چکا ہے۔

2-اور ایک دین کی جو ہے نا نشر و اشاعت، دیندار گھرانے سے ہیں نا نبی کے بیٹے ہیں (علیہم الصلاۃ والسلام) تو جو دین کی فکر جو سمجھ ہے اس کو بھی شیئر (Share) کرنا ہے۔ ﴿ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ ﴾: دین کی صحیح سمجھ کے ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی ہے اور علم سے ہمیشہ کیا ہوتا ہے؟ ترقی ہوتی ہے۔ زمین میں تمکین ہو گئی ہے تو کمی کس چیز کی باقی ہے ابھی؟ اس ترقی کو چار چاند لگانے کے لیے کیا ہے؟ علم ہے اس لیے کیا فرمایا؟ ﴿ وَلِنُعَلِّمَهٗ ﴾۔

آپ یاد رکھیں ہمیشہ کہ دنیا میں اور آخرت کی بھلائی اور ترقی کے لیے علم اس کی اساس ہے اس لیے فرمایا: ﴿ فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (محمد: 19): کیا کافی ہے لاالہ الا اللہ؟ نہیں! کافی نہیں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اگر بغیر علم کے کوئی پڑھے!

ارے کوئی ایسا ہے جو علم کے بغیر پڑھتا ہے؟! ہاں ہے، دنیا میں بہت سارے ہیں کلمہ پڑھتے ہیں اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں!

کلمہ پڑھتے ہیں لاالہ الا اللہ پھر قبر کا طواف بھی ہوتا ہے غیر اللہ کو پکارتے بھی ہیں نذر و نیاز بھی غیر اللہ کی کرتے ہیں کہ نہیں کرتے تو غلطی کہاں پر ہوئی؟ ﴿ فَاعۡلَمۡ ﴾ نہیں ہے ﴿ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ ہے تو بغیر علم کے لاالہ الا اللہ پڑھنا کیا فائدہ ہے؟!

اس لیے یہ جاننا چاہیے اچھے طریقے سے ہم جو کہتے ہیں کیا وہ اللہ تعالی کی مراد ہے یا نہیں ہے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد ہے یا نہیں ہے اس لیے کیا فرمایا؟ ﴿ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ ﴾: تو تاویل الاحادیث میں دین کی سمجھ بھی ہے تعلیم بھی ہے اور خوابوں کی تعبیر بھی ہے۔ آگے مزید اس کی وضاحت آئے گی کہ دیکھیں کیسے اللہ تعالی نے دونوں دیئے ہیں کیونکہ علم دین کا تو منقطع ہو گیا نا اب باپ تو نہیں ہے جو سمجھانے والا ہے (تو ایک بنیاد اساس تو ہے الحمد للہ)۔

اس لیے بچوں کی اساس توحید پر کرنی ہے اتباع سنت پر صحیح عقیدے صحیح منہج پر کرنی ہے آپ ایسا کریں گے آپ چھوڑ دیں پھر جتنی بھی علم میں ترقی آئے گی نا اسی بنیاد کے مطابق ہو گی؛ ﴿ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ ﴾: خوبی اب واپس۔

﴿ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمۡرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۱ ﴾: اور اللہ تعالی اپنے کام پر غالب ہے، جو اللہ تعالی کا حکم اللہ تعالی کا امر ہے اس پر غالب ہے کوئی مقابلہ نہیں مخلوق میں سے کسی کا، سب سے بڑا بادشاہ نہیں روک سکتا! ﴿ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمۡرِهٖ ﴾۔

﴿ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۱ ﴾: لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اس لیے خلاف ورزی بھی ہوتی ہے نافرمانی بھی ہوتی ہے، جو اللہ تعالی نے چاہا ہے وہ ہو کر رہتا ہے آپ چاہیں یا نہ چاہیں!

عزت دینی ہے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو بھائی چاہیں یا نہ چاہیں اور حیلے حربے کر کے دیکھ لیں جو اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں آ جاتا ہے دنیا ساری مل جائے نقصان پہنچانے کے لیے نہیں پہنچا سکتی۔ ہمارے ذمہ جو کام ہے وہ کیا ہے؟ ربّ کو راضی کرنا ہے۔

لوگ راضی نہیں ہوتے آج راضی ایک بات پر ہیں کل اور بات پر ناراض ہیں، ربّ کو راضی کر دیں ایک دفعہ پھر دیکھیں آپ جب اللہ کا کرم ہوتا ہے خاص کرم ہوتا ہے اپنے پیاروں پر پھر لوگوں کی رضا چھوٹی سی نظر آتی ہے پرواہ نہیں ہوتی توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ﴾: ہمیں جو حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنی ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کو اپنا سر خم کر کے تسلیم کرنا ہے اپنے آپ کو جیسے کہتے ہیں نا کہ سرینڈر (Surrender) کرنا ہے اسلام ہے یہ، اسلام کا ہم سے یہ مطالبہ ہے اور جس نے یہ کیا ہے اللہ کی قسم مسلمان کی عزت ہے۔ مسلمان کا مقام نہیں جانتے ہم، ہم نہیں جانتے کہ مسلمان کا مقام کیا ہے کاش ہم جانتے اور اُس کا حق بھی ادا کرتے اللہ کی قسم ہماری یہ جو خستہ حالت مسلمانوں کی ہے یہ کبھی نہ ہوتی!

کیوں؟ ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ﴾: اللہ تعالیٰ نے عزت لکھ دی ہے اہل ایمان کے لیے کہ ہمیشہ غالب، اللہ کے رسول غالب ہیں اور رسول متبعین بھی غالب رہیں گے۔ ﴿لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ (المجادلة:21): غالب رہیں گے ہمیشہ میں اور میرے پیغمبر علیہم الصلاۃ والسلام، اور ہر وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اور پیغمبر کے راستے پر چلنے والا ہے۔

کیوں؟ ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۱﴾: اکثر ناس تو نہیں جانتے کیا مومن جانتے ہیں؟! کلمہ پڑھنے والا مسلمان جانتا ہے؟! کاش کہ حق ادا ہوتا! کاش کہ اچھی طرح جان لیتے تو کبھی بھی واللہ ربّ کی نافرمانی نہ کرتے!

ہم معصوم نہیں ہیں خطاء ہو جاتی ہے نافرمانی ہوتی ہے تو توبہ بھی ہے، اور بڑے معاملات میں شرک بدعات اور خرافات اور کفریہ عقائد رکھنا اللہ تعالیٰ عزت کیسے دے گا؟! اللہ تعالیٰ غالب ہے اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہے اللہ تعالیٰ کے رسول غالب ہیں، رسولوں کے متبعین غالب ہمیشہ رہیں گے۔

آج مسلمان کیوں مغلوب ہیں وجہ کیا ہے؟

(۱) کیونکہ ہم دین سے کہاں ہیں؟!

(۲) اس دین پر چلنے کا حق ادا کیا ہے ہم نے؟!

(۳) ہم نے اسلام کو صحیح سمجھا ہے؟

(۴) آج اسلام اور مسلمان میں فرق نظر آتا ہے کہ یہ تعلیمات ہیں اسلام کی یہ مسلمان یہاں پر کھڑا ہوا ہے یتیموں کی طرح جیسا کہ اس کا کوئی جاننے والا نہیں ہے! ہم اپنی پہچان کھو چکے ہیں!

(۵) اسلام ہماری پہچان ہے ایمان ہماری پہچان ہے آج ہم کہاں پر ہیں؟!

(۶) ہم اُس چوراہے پر کھڑے ہیں اپنی پہچان کھو چکے ہیں ہمیں نہیں پتہ کس طرف جانا ہے؟!

"إلّا من رحم الله سُبحانه وتعالیٰ"۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک پیارہ بندہ ہے "یوسف علیہ الصلاۃ والسلام" دیکھیں ہر مشکل ہر مصیبت سے کیسے آسانی سے جا رہے ہیں! اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اپنے بندوں پر ہوتا ہے اس لیے نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص نبی ہیں بلکہ ہر اپنے پیارے پر جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں جو مومنین اور متقین ہیں اُن کی زندگی دیکھ لیں آپ:

(۱) آپ کسی صحابی کو دیکھ لیں جو نبی نہیں ہے مشکل سے مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کی مدد کیسے آئی!

(۲) آپ امام بخاری کو دیکھ لیں مشکل سے مشکل وقت میں اس علم کو کیسے سمیٹا ہے علم حدیث کے لیے کتنا سفر کیا ہے کیا کیا ہے زندگی وقف کر دی کہاں سے توفیق آئی تھی؟!

(۳) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو دیکھ لیں اکثر وقت قید خانے میں گزرا لیکن جو علم کا ذخیرہ اور خزانہ چھوڑ کر گئے ہیں وہ رہتی دنیا تک رہا ہے اور آج سات سو آٹھ سو سال کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں اُس سے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اُمر پر غالب ہے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

تو جاننا لازمی ہے مسلمان کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں ہے بغیر علم حاصل کرنے کے؛" إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ" مسلمان ہمیشہ سمجھ والا ہوتا ہے دین کو سمجھنے والا ہوتا ہے تب اُس کی پہچان بنتی ہے اسلام کی۔

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝﴾ (العلق:1)؛یہ ہماری پہچان ہے یہ سب سے پہلی وحی ہے اور اسی سے ہم غافل ہیں! "إلَّا من رحم الله سُبحانه وتعالیٰ"۔

تمکین ہو گئی مصر کی سرزمین پر اور وہیں پر پرورش ہوئی اور وہیں پر بڑے ناز اور بڑے پیارے سے رہے غلام بن کر نہیں بلکہ ایسا بیٹا جو نفع دینے والا تھا۔ پھر آگے کیا ہوا سنیں ذرا، ایک اور آزمائش اور پھر اللہ تعالیٰ کی مدد اور کیسے ہوئی واللہ آپ حیران ہو جائیں گے!

یعنی جسمانی ٹارچر الگ نفسیاتی جو ٹارچر ہے جو زخم لگے ہیں دل پر وہ الگ، باپ سے جدائی جتنا باپ پیار کرتا تھا نا بیٹے سے بیٹا بھی اتنا ہی پیار کرتا تھا کم نہیں تھا! معصوم! اب دیکھیں بار بار آپ کو اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نبی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی معصومیت نظر آئے گی آپ کو کہ کتنے معصوم تھے کتنے پیارے انسان تھے! عمدہ اخلاق کسے کہتے ہیں عظیم انسان کسے کہتے ہیں سیکھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں اپنے اخلاق کو بہتر کرنے کی اور اپنے ربّ کو راضی کرنے کی اور ربّ کے احکامات پر عمل کرنے کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۲۲﴾ (یوسف:22)

اور جب یوسف علیہ الصلاۃ والسلام جب اپنی جوانی کی قوت پر پہنچے غلام تھے کافی عرصہ وہاں پر رہے عزیزِ مصر کا بیٹا بن کر اب جوانی کا وقت آیا ہے: ﴿بَلَغَ اَشُدَّهٗ﴾:اب جسم عقل سب میں مضبوطی آئی۔ اور جب اپنی پوری جوانی پر پہنچے: ﴿اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ﴾: ہم نے اُسے (یا اُنہیں) حکم اور علم عطا فرمایا (تو بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے نبی کو اب نبوت ملی ہے)۔

﴿وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۲۲﴾:اور اسی طرح ہم محسنین کو جزاء دیتے ہیں۔ "محسنین": اُسے کہتے ہیں محسن جو ان دو چیزوں پر عمل کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں احسان اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھی احسان محسن ہوتا ہے؛ دو چیزیں آپ کو ہمیشہ آگے اس کے سوا بار بار نظر آئیں گی یہاں سے ابتداء ہوئی محسن لفظ کی یہ لفظ پانچ مرتبہ کم سے کم آئے گا تقریباً۔

یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے تعلق سے "احسان" سورۃ یوسف میں دیکھیں تقریباً پانچ مرتبہ ہے؛ایک مرتبہ کافی تھا!اور یہ بھی بتایا جائے گا آگے اب ہم پڑھیں گے کہ اس درجے پر پہنچے کیسے ہیں؟!کوئی اور پہنچ سکتا ہے کہ نہیں یا خاص اُن کے لیے تھا یہ پتہ چل جائے گا۔

لیکن فوکس(Focus)اس پر کرنا ہے:

(۱)﴿بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ﴾۔(۲)﴿حُكْمًا وَّ عِلْمًا﴾:مزید خصوصیت بڑھی کہ نہیں؟

دیکھیں ترقی کیسے ہو رہی ہے؟!ترقی ہو رہی ہے نا بار بار؟!اب دنیا تو مل گئی عزیزِ مصر کا بیٹا بن گیا پرنس والی زندگی شہزادوں والی زندگی (شہزادہ جسے کہتے ہیں عام لفظوں میں!)اب کمی کس چیز کی تھی؟

سب سے بڑا رتبہ کس کا ہے؟نبی کا ہے ایسا ہے نا؟!وہ مل گیا اب جب مزید ترقی ہوئی اب آزمائش بھی آنے والی ہے۔

"من المُحسنین": یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک عظیم خوبی تھی ان کے چہرے پر ایسی رونق تھی ایسا نور تھا جو دیکھتا تھا اُن کے بولنے کا انداز اُن کا حسن اخلاق اٹھنا بیٹھا وہ خود گواہی دیتے کہ آپ محسنین میں سے نظر آتے ہیں مجھے۔

بعض لوگ اپنی تعریفیں کرانے میں خوش ہوتے ہیں کچھ لوگوں کی تعریفیں لوگ خود زبردستی کر لیتے ہیں وہ چاہیں یا نہ چاہیں کیونکہ اس قابل ہی ہوتے ہیں وہ،اب یہاں پر اللہ نے گواہی دی ہے:﴿وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝۲۲﴾:جو محسنین ہیں اُن جزاء کیا ہے؟کہ علم اور حکم یعنی نبوت سے نواز دیتے ہیں یہ خاص اللہ تعالیٰ کے انبیاء کے لیے ہے لیکن محسن ہونا چاہیے۔

نبوت عام بندے پر نہیں ہوتی اُس کے لیے آپ کو ایمان تقویٰ میں ترقی کرنی پڑتی ہے اور یہاں پر ایمان اور تقویٰ کا آپ نے دیکھا ہے کہ کیا عالم تھا کس طریقے سے صبر کرتے کرتے اپنے بھائیوں سے بھی بیچا گیا کچھ بھی کہا گیا!

بھائی کہتے ہیں ہمارا غلام ہے اعتراض کیا کہ نہیں غلام نہیں ہوں مجھے یہ میرے بھائی ہیں مجھے بیچ رہے ہیں؟!کوئی جواب ہے اس کا؟!

کیونکہ تسلی مل گئی ہے،یہ بھی پتہ چلا ہے جو کر رہے ہیں کرنے دو آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے آپ ان کو بتائیں گے خود ان کو شعور تک نہ ہو گا؛ربّ نے جب تسلی دی ہے اب دنیا اتنی چھوٹی ہو جاتی ہے پتہ ہے؟!

ہمیں دنیا اس لیے بڑی لگتی ہے نا کیونکہ ہم دنیا کی لذتوں میں پڑے ہوئے ہیں!"اِلَّا من رحم الله سُبحانه وتعالیٰ"؛میرے بھائی!دنیا چھوٹی ہے اس لیے اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب وحی کی بات آئی ہے:﴿وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝۲۲﴾:

پھر آزمائش دیکھیں!احسان ہے اور ایمان میں جتنی مضبوطی ہوتی ہے اتنی آزمائشیں بھی ہوتی ہیں نا آزمائشیں کیوں ہوتی ہیں؟مزید درجہ بلند کرنا ہے،پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۳﴾(یوسف:23)

﴿وَ رَاوَدَتْهُ﴾:اور اُس عورت نے بدکاری کے لیے دعوت دی پھسلانے کی کوشش کی(کون؟عزیزِ مصر کی بیوی)۔

جس گھر میں وہ پلا ہے ﴿الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا﴾: جس گھر میں وہ رہتا ہے (اور اس میں دیکھیں پردے کی بات ہے عزیزِ مصر کی بیوی نہیں فرمایا اس لیے دیکھیں قرآن اور سنت میں پردہ ایک مطلب شرعی ہے پردے پر بات ہوتی ہے کہ پردہ رکھا کریں) جس گھر میں تھا اُس نے دعوت دی بدکاری کی۔ ﴿وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ﴾: اور دروازوں کو مضبوط اور بہترین طریقے سے بند کرتی رہی۔

"غَلَقَ": ایک دفعہ، "غَلَّقَ" یا "غَلَّقَت": محکم بہترین طریقے سے، یعنی کھولنے کا کوئی چانس نہ رہے، اور ایک نہیں ابواب جمع ہے کہ سارے دروازے بھی بند کر دیئے تاکہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو: ﴿وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾: اور یہ کہا کہ میں تیار ہوں۔

اب یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو ابھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے؟ ﴿بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ﴾ اب جوانی کی قوت مل گئی ہے، اور جوان ایک مرد کے لیے بڑی آزمائش ہے کہ ایک خوبصورت عورت بدکاری کے لیے دعوت دے (نعوذ باللہ)۔

خوبصورت جواب دیکھیں: ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾: اللہ کی پناہ! (اس جملے پر غور کریں ذرا کہ جب کوئی ایسی مصیبت آئے نا: "اَعوذ باللہ اور معاذ اللہ" بتاتا ہوں فرق کیا ہے)۔ ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾: اللہ کی پناہ ہے کیوں؟

﴿اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ﴾: بے شک وہ عزیزِ مصر جو ہے وہ میرا مالک ہے (ربّ مالک کو بھی کہتے ہیں (خالق کو نہیں) مالک کو عام لفظوں میں کہ میرا مالک ہے)، ﴿اَحْسَنَ مَثْوَايَ﴾: اس نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

یعنی مجھے غلام بنالیتا لیکن مجھے بیٹا بنایا ہے مجھے شہزادوں والی زندگی اُس بندے نے دی ہے: ﴿اَحْسَنَ مَثْوَايَ﴾۔

﴿اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾: بے شک ظلم کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے کبھی فلاح نہیں پاتے۔

یعنی یہ ظلم ہوگا اگر میں آپ کی اس بدکاری کی دعوت کو قبول کر لوں بدکاری ہو جائے تو ظلم میں اُس شخص پر کروں گا جس نے میرے اوپر احسان کیا ہے اور یہ میں کرنے والا نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کیوں پہلے ہے ﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾؟ کیونکہ اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ ہی بچانے والا ہے، اے اللہ! میں اس شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ استعاذۃ صرف شیطان سے نہیں ہوتا، ہم کہتے ہیں: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: بعض انسانوں سے بھی ہوتا ہے بعض شر پسندوں سے بھی ہوتا ہے، بعض ایسی صورتوں اور حالات میں بھی ہوتا ہے۔ "اَعُوْذُ": فعل ہے جس کی تجدید کی ضرورت ہے، "مَعَاذَ": اسم ہے جو ہمیشہ کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ! میں ہمیشہ کے لیے تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں اس آزمائش میں اور تمام آزمائشوں میں یہ مشکل ترین وقت ہے میرے لیے میں اس سے بچنا چاہتا ہوں اے میرے ربّ! میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں تو ہی میرا حامی اور ناصر ہے تو میری مدد فرما اور مجھے اس شر سے بچالے۔

پہلے دعا کی ہے اپنے ربّ سے: ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾؛ پھر وجہ بتائی ہے کہ میں یہ نہیں کرنے والا کیونکہ پھر میں ظالموں میں سے ہو جاؤں گا اور ظلم میں نہیں کرنے والا۔

محسن کے ساتھ ظلم نہیں کیا جاتا احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۞﴾ (الرحمٰن:60): سبحان اللہ۔

پھر ہوا کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۞﴾ (یوسف:24)

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ﴾: اور یقیناً اُس عورت نے ارادہ کیا (ھَم کہتے ہیں ارادے کی ابتدا کو)۔

﴿وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ﴾: اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام بھی ارداہ کرتے اگر یہ نہ ہوتا کہ وہ اپنے ربّ کی دلیل دیکھ لیتے۔

ذرا دونوں جملوں میں فرق دیکھیں:

(۱) ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ﴾: اُس عورت نے تو ارادہ پکا کر لیا (﴿لَقَدْ﴾ یقیناً)۔

(۲) ﴿وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ﴾۔

یہ ایک ساتھ پڑھیں ذرا: ﴿هَمَّتْ بِهٖ ۚ﴾ (﴿وَهَمَّ بِهَا﴾ پر رُکنا نہیں ہے ﴿وَهَمَّ بِهَا﴾ نہیں ہے) ﴿وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ﴾

اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام بھی اُس کا ارادہ کرتے اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی دلیل دیکھ لیتے برہان دیکھ لیتے: ﴿بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ﴾۔

﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾: اپنے آپ کو ربّ کے حوالے کیا اب اللہ تعالیٰ نے اُسے بچا لیا ہے کیا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سے ھَم ہوا یا نہ ہوا؟ نہیں ہوا۔ کیوں؟ جملہ کیا ہے؟ یعنی میں اگر چلتے ہوئے دیوار کو نہ پکڑتا تو گر جاتا میں گرا ہوں؟!

سمجھے بات کہ پاؤں پھسلا دیوار کو نہ پکڑتا تو گر جاتا گرا ہوں؟! پاؤں پھسلا گرا؟ نہیں۔

﴿هَمَّتْ بِهٖ ۚ﴾: پکا ارادہ ہے: ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ﴾۔

﴿وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ﴾: وہ بھی ھَم کرتے اگر اللہ تعالیٰ کا برہان نہ دیکھ لیتے، برہان دیکھ لیا تو ھَم بھی نہیں تھا۔

کیوں؟ ﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾: اللہ تعالیٰ کی جب پناہ میں انسان آجاتا ہے نا تو پھر ھَم بھی ارادہ بھی نہیں ہوتا یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہے۔

بعض لوگوں نے غلط تفسیر کی ہے کہتے ہیں کہ نہیں! ھَم اُن سے بھی ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بچا لیا ہے اس لیے پوری آیت کو پڑھیں: ﴿هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ﴾: ﴿بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ﴾ کیا ہے ہمیں پتہ نہیں ہے (پتہ ہے کون سا ہے؟!) لیکن یقیناً کوئی برہان ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے نبی کو بچا لیا (یہ نبوت کے بعد کی بات ہو رہی ہے نا؟! نبی معصوم ہے اور زنا کبیرہ گناہ ہے نا؟! کبیرہ گناہ سے معصوم ہے)۔

جب اُس عورت نے یہ سارا معاملہ کیا دروازے بھی بند کر دیئے اور ﴿وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ﴾: خوبصورت انداز میں کہا کہ میں تیار ہوں آجاؤ اور شدید یقینی طور پر ارادہ بھی کیا بدکاری کا تو یوسف علیہ الصلاۃ والسلام محفوظ تھے اس سے۔

اب بعض مفسرین نے کہا کہ الہام ہوا، بعض نے کہا کہ باپ کی تصویر دیکھی سامنے اپنے جو ہیں انگلی چبا رہے ہیں غصے میں، تو یہ سب مفسرین کی اپنی اپنی باتیں ہیں کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے یا کسی صحیح اثر میں نہیں ہے یہ بعض مفسرین نے کہا ہے اب اس میں صحیح کیا ہے برہان کیا ہے؟ اللہ اُعلم۔ اُس برہان کو جاننے کی ضرورت ہے؟ ہمارے ایمان میں کوئی فرق پڑتا ہے؟

اُن کے لیے خاص تھا اُن کے لیے تھا ہمیں کیا فرق پڑتا ہے ہمیں ایک چیز میں فرق پڑتا ہے وہ کیا ہے؟

﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾: یہ لازمی ہے کہ اگر شر سے بچنا ہے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں چاہے شیطان کا شر ہو چاہے اِنس کا شر ہو چاہے جِن کا شر ہو سب سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ" یا ﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾۔

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ﴾: اور اسی طریقے سے اور اسی طرح ہم یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو بُرائی سے بچا لیتے۔ صرف کہتے ہیں دور کرنا، بچا لینا۔ ﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ﴾: بُرائی اور بدی بے حیائی سے اسی طریقے سے ہم نے یقیناً بچا لیا:

﴿لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ﴾۔

﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٢٤﴾﴾: بے شک یوسف علیہ الصلاۃ والسلام ہمارے برگزیدہ مخلصین بندوں میں سے ہیں۔

اخلاص کی اہمیت:

(۱) آپ جتنا اپنے دین میں مخلص ہیں اتنی اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے ساتھ ہے یاد رکھیں ہمیشہ۔

(۲) اور اخلاص اُن کے لیے ہوتا ہے خاص جنہیں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو توفیق بھی دیتا ہے۔

"مخلَصین" اور "مخلِصین": "مخلِصین" (اخلاص کرنے والے) "مخلَصین" (جنہیں خاص چنا گیا ہے)؛ دونوں ٹھیک ہیں۔

جو مخلص ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا خاص ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو اس مصیبت سے بھی نجات دیدی ہے اس آزمائش میں بھی کامیابی مل گئی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے تو کیا ہوا؟ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے نکلنے کی کوشش کی تو پیٹھ پھیر کر دروازے کی طرف گئے جو بند تھا کھولنے کے لیے اُس عورت نے پیچھے سے ہاتھ پکڑا مارا پکڑنے کے لیے بدکاری کے لیے اور پیچھے سے قمیض پھٹ گئی، جوں ہی دروازہ کھول کر باہر نکلے تو عزیز سامنے کھڑا ہوا تھا (خاوند) اُس نے دیکھ لیا، دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس قصے کو کیسے بیان کیا سنیں ذرا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾﴾ (یوسف:25)

﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ﴾: اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے۔

﴿اسْتَبَقَا﴾ "سباق": کہ کون آگے پہلے بڑھتا ہے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام دروازہ کھولنے کے لیے اور وہ دروازہ مزید روکنے کے لیے تاکہ دروازہ نہ کھلے؟

تو سباق ہوتا ہے پہلے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام پہنچے لیکن جیسے ہی پہلے پہنچے تو پیچھے سے: ﴿وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ﴾: قمیض کو پھاڑ دیا قمیض پھٹ گئی پیچھے سے (اور اُس عورت نے اس کی قمیض کو پیچھے سے پھاڑ دیا)۔

﴿وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ﴾: اور دونوں کو اُس کا خاوند دروازے کے پاس ملا (جوں ہی دروازہ کھولا تو خاوند سامنے کھڑا ہے)۔

﴿قَالَتْ﴾: فوراً اس کی بیوی نے کہا۔

﴿مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا﴾: اُس کی کیا سزا ہے جس نے تیری بیوی کے ساتھ بُرا ارادہ کیا؟

﴿اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ﴾: الّا یہ کہ اسے قید کیا جائے، ﴿اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾: یا دردناک عذاب دیا جائے۔

عورتوں کا مکر اور فریب! ساری عورتیں نہیں ایسی عورتوں کی بات میں کر رہا ہوں:

(۱) دروازے خود بند کیے: ﴿وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ﴾۔ (۲) ﴿وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾: مکمل تیاری۔ (۳) ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ﴾۔

یہ سارے جرم خود کر چکی ہے، اور دوسری طرف یوسف علیہ الصلاۃ والسلام:

(۱) ﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾: اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ (۲) ﴿اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ﴾: وجہ بیان کر دی۔

(۳) اور دوڑنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس بدکاری سے بچ جائیں۔

اُس عورت سے نہ رہا گیا تو قمیض کو پیچھے سے پھاڑ دیا دروازے پر دیکھا خاوند کھڑا ہے اب پھنس گئی کیا ہوگا؟!

اب فوراً الزام تراشی دیکھیں آپ مکر اور فریب دیکھیں کہتی ہے کہ اُس کی سزا کیا ہے جو آپ کی اہلیہ (بیوی) کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرتا ہے یا بُرائی کرنا چاہتا ہے اس لیے اس نے دروازے بند کیے تھے کہ اسے قید کیا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے؟!

اپنا دفاع سب کا حق ہے یاد رکھیں چاہے بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ ہو، سبق سیکھ لیں خاموشی اختیار ایسے معاملے میں نہیں کرنی اگرچہ آپ محسن ہی کیوں نہ ہوں۔

ابھی کیا فرمایا؟ میرا محسن ہے: ﴿اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ﴾: لیکن جب سچ اور جھوٹ کی بات آتی ہے تو کلیئر (Clear) کر لیا کریں تربیت ہے سمجھیں ذرا۔ بعض اوقات کیا ہوتا ہے؟ کہ بڑا بندہ ہے بول نہیں پائے ہم! باپ کے سامنے بول نہیں پاتے ہم! نہیں! حق ہے، کس نے کہا کہ اونچی آواز میں بات کریں آپ اُف تک نہیں کہہ سکتے اپنے باپ کو آپ ادب کے دائرے میں رہ کر کلیریفکیشن (Clarification) کر لیں؛ کیوں؟ کیونکہ الزام تراشی ہو رہی ہے آپ کی عزت اور آبرو کو پامال کیا جا رہا ہے! غلطی بھی اُسی کی ہے اور الزام بھی اُن پر لگا رہی ہے خاموشی کا مقام ہے کوئی؟! نہیں ہے خاموش رہنا کیونکہ آپ کی عزت مطلب شرعی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو باعزت پیدا کیا ہے آپ شرف والے انسان ہیں یہ آپ پر کیچڑ اچھالتا ہے بدکاری کا الزام لگاتا ہے اور آپ خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہیں؟! نہیں! اس لیے آگے کیا فرمایا؟

﴿قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝﴾ (یوسف:26-27)

﴿قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ﴾: یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا کہ اس نے میرے نفس کی حفاظت سے پھسلایا ہے اور بدکاری کا ارادہ کیا ہے(﴿رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ﴾ اس نے کیا ہے)۔

﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾: اور گواہی دینے والے اُن میں سے یعنی جواُن کے گھرانے میں سے ہے اُس نے گواہی دی ہے۔

یہ کون ہے اس میں بھی مفسرین کا اختلاف ہے:

(۱) کسی نے کہا ہے کہ بزرگ ہیں اُن کے تو بڑا حکمت والا شخص تھا اُس نے دیکھا کہ قمیض پیچھے سے پھٹی ہے تو ظاہر ہے کہ جو بدکاری کا ارادہ کرتا ہے ورنہ تو آگے کہیں سے پھٹنی چاہیے نا پیچھے سے کیسے پھٹی ہے؟! اس کا مطلب ہے غلطی اسی عورت کی ہے اس کی نہیں ہے۔

(۲) کسی نے کہا کہ ایک چھوٹا بچہ تھا جو دودھ پیتا بچہ تھا تو یہ معجزہ تھا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کہ اس بچے نے بولا ہے کہ یہ دیکھیں قمیض کہاں سے پھٹی ہے تو پتہ چل جائے گا کہ سچا کون ہے جھوٹا کون ہے۔

الغرض یہ ہے یاوہ ہے اس کا ذکر نہیں ہے صحیح حدیث میں آیا ہے بچے کا ذکر کہ بچپن میں جو بولے ہیں چار اُن میں سے یہ بچہ بھی ایک ہے۔

گواہی دینے والے نے کیا گواہی دی ہے﴿مِّنْ اَهْلِهَا﴾ اسی عورت کے گھرانے میں سے؟

﴿اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۲۶﴾: اگر قمیض آگے سے پھٹی ہے تب وہ سچی ہے اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام جھوٹے ہیں۔

کیونکہ ارادہ جب کوئی مرد کرتا ہے تو اُس کا منہ عورت کی طرف ہوتا ہے، جب عورت انکار کرتی ہے اپنا دفاع کرتی ہے تو کوئی نہ کوئی نشان ہوتا ہے اور مرد کے جسم کے سینے پر ہونا چاہیے آگے تو قمیض آگے سے پھٹی ہے اس کا مطلب ہے کہ بُرائی کا ارادہ کس نے کیا مرد نے یا عورت نے؟ مرد نے کیا۔

اس لیے گواہی دینے والے نے کیا کہا؟ یہ نہیں کہا ہے کہ یہ ہے یاوہ ہے اُس نے فیصلہ چھوڑ دیا عزیزِ مصر پر اور ہر اُس شخص پر جو سمجھ رکھتا ہے:

﴿اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۲۶﴾۔

﴿وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ﴾: اور اگر قمیض پیچھے سے پھٹی ہے،

﴿فَكَذَبَتْ﴾: تو وہ جھوٹی ہے۔

﴿وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۷﴾: اور وہ سچے ہیں یعنی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سچے ہیں۔

قمیض کہاں سے پھٹی تھی؟ پیچھے سے پھٹی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝۲۸﴾ (یوسف:28)

جب عزیزِ مصر نے اُس عورت کے خاوند نے دیکھا کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے: ﴿قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ﴾: یہ تمہارے مکر اور فریب میں سے ہے (یعنی یہ جو تم نے کیا ہے بیوی سے کہا کہ یہ تمہارا فریب ہی ہے)۔

﴿اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۞﴾: بے شک تمہارا فریب بہت بڑا بہت عظیم ہے۔

بعض لوگوں نے کہا "ہر عورت کا فریب عظیم ہوتا ہے": ہر عورت کا نہیں ایسی عورتوں کا جو ہے نا فریب بہت عظیم ہوتا ہے اور واقعی بڑے بڑے مردوں کو بھی گھما کر رکھ دیتی ہیں!

جب عورت بدکاری پر اُتر آئے اللہ تعالیٰ کا ڈر نہ ہو نافرمانی پر اُتر آئے تو پھر بہت ہی خطرناک چالیں چلتی ہے بہت ہی خطرناک فریب اور دھوکا دیتی ہے تو ایسی عورتوں سے بچنا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں "ہم مرد ہیں ہم دیکھ لیں گے": اس لیے منع کیا گیا ہے کہ کسی بدکار عورت سے شادی نہیں کرنی جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے اور سچی توبہ نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں "ہم ہیں نا ہم کر لیتے ہیں ہم سمجھائیں گے": ایسا سمجھے کہ وہ خود بھی ویسے ہو گئے، نعوذ باللہ! دنیا ویسے گئی دین بھی گیا، نعوذ باللہ! اس میں مردانگی کی بات نہیں ہے ایسی عورتوں کا مکر سن لیں آپ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۞﴾:

اللہ تعالیٰ نے اُس کی زبان پر یہ فرمایا ہے عزیزِ مصر کی زبان پر کہ تم عورتیں جو ہو ﴿كَيْدَكُنَّ﴾ أنتن جو تمہاری طرح ہیں اُن کا مکر اور فریب بہت عظیم ہے۔ تو مردوں کو خبردار رہنا چاہیے ایسی عورتوں سے اصل پیغام یہ ہے۔

پھر بیوی سے تو یہ کہہ دیا اب یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو کیا کہنا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۜ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۞﴾ (یوسف:29)

یوسف اس کے ذکر کو جانے دو (یا اس بات کو بھول جاؤ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے) ﴿وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ﴾: اور تم نے جو کیا ہے اُس سے بخشش کی دعا مانگو۔ ﴿اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۞﴾: بے شک تُو خطاء کاروں میں سے ہے۔

معاملہ وہاں پر رفع دفع ہو گیا غلط ہوا! عزیزِ مصر سے غلطی ہوئی۔

جب کبھی بھی اللہ نہ کرے کسی گھر میں ایسا معاملہ ہو تو ایک گھر میں ایسے شخص کو نہیں رکھا جاتا یا ایسی بیوی کو الگ رکھا جاتا ہے لیکن اُسی گھر میں رکھا معاملے کو رفع دفع ایسے کر دیا اب ایک فریبی عورت ہے وہ چھوڑے گی! اس لیے اُس نے چھوڑا نہیں ہے اور اُس بدکاری کی تڑپ میں دوبارہ بھی دعوت اُس نے دی ہے!

اس میں جو تربیت کا پیغام ہے وہ یہ ہے کہ گھر میں اگر کوئی ایسا شخص داخل ہوتا ہے جو آپ کے گھر میں آتا جاتا ہے اللہ نہ کرے کبھی کوئی ایسی چیز ہو جائے تو اُس کو اپنے گھر میں آنے سے روک دیں۔

اگرچہ منع بھی کر دیا ہے بیوی کو سمجھا بھی دیا ہے یا بیٹے کو سمجھا بھی دیا ہے اگر ایسا خدشہ ہو تو اُسے گھر سے روک دیا جاتا ہے رفع دفع ایسے نہیں کرتے کہ بھی ٹھیک ہے ابھی ہو گیا ہے آئندہ نہیں ہو گا یا آئندہ چھوڑ دینا؛ یوسف آپ اسے بھول جاؤ جیسے کچھ ہوا نہیں ہے اور تم اپنے گناہ سے توبہ کر لو آئندہ ایسا نہ کرنا: ﴿وَاسْتَغْفِرِيْ﴾: یعنی جو تم نے خطاء کی ہے جو غلطی کی ہے بس ٹھیک ہے میں تمہیں معاف کر دیتا ہوں تو آگے ایسا نہ کرنا۔

کافر تھی اُس نے استغفار اپنے ربّ سے کرنا تھا کیا؟! نہیں! یعنی مجھ سے معافی مانگو میں تمہیں معاف کر رہا ہوں تاکہ تم ایسا نہ کرو، یعنی جو گناہ تم نے کیا ہے جو تم بدکاری چاہتی تھی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی غلطی نہیں ہے اس لیے رفع دفع ہو گیا۔

اُسے معافی کی ضرورت ہے مانگنے کی؟ نہیں! اس لیے اُس نے کہا کہ خاموش ہو جاؤ بھول جاؤ ﴿اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا﴾: اعراض کیا ہے؟ بھول جاؤ یعنی کچھ ہوا ہی نہیں ہے بات ختم! ٹھیک ہے وہ بھول گئے لیکن جو مکر و فریب چاہتی ہے وہ بھولی ہے کیا؟!

اگر معافی بھی مانگ لے آپ سے دل میں بدکاری کی جو تڑپ ہے وہ ختم ہو گئی ہے کیا؟!

عورت ہمیشہ کمزور ہوتی ہے ایسی عورتوں پر بھروسہ نہیں کرنا جو پہلے اس طریقے سے غلطی کر جائیں دھوکا نہیں کھانا اُس کے مسئلے کا حل جڑ سے کریں کیا حل ہے؟ کہ سدّ باب کر دیں ہمیشہ کے لیے۔ تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو الگ کر دیتے کہ آج کے بعد گھر میں داخل نہ ہونا کیونکہ آپ کا قصور نہیں ہے: ﴿اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا﴾: نہیں! غلطی ہو گئی ہے میری بیوی سے غلطی ہوئی ہے وہ معافی بھی مانگ رہی ہے اب معاملہ یہاں پر ہو امیری بیوی کی طرف سے آئندہ گھر میں داخل نہ ہونا تاکہ آپ اس کے شر سے بچ جائیں یہ ہونا چاہیے تھا نا؟! لیکن یہ نہ ہوا۔ اس لیے آگے کیا ہوا اگلے درس میں بتاؤں گا ان شاء اللہ میں کہ کتنا مکر و فریب آگے گیا ہے اور کس طریقے سے اُس نے اور منصوبہ بندی کی ہے اور سازش کی ہے اور چالیں چلی ہیں اور معاملہ جو ہے یہاں پر رُکا نہیں ہے یہ معاملہ اور پھیلا ہے اور جو اُس اعوان میں یا جو رائل فیملی (Royal family) ہے اُن کی اُن عورتوں تک یہ بات پہنچی ہے کہ اس عورت نے اپنے گھر کے اندر جس لڑکے کو بیٹا سمجھ کر پالا تھا اُسی کے ساتھ بدکاری کا اس نے ارداہ کیا ہے۔

آگے کیا ہوا، کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے اس عظیم نبی کو اُن کے اس فریب اور شر سے نجات دی ہے اور پھر کیسے مزید ترقی ہوئی ہے، کیسے مزید آزمائش ہوئی ہے پھر کیا ہوا اگلے درس میں ان شاء اللہ بیان کریں گے (واللہ اُعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال اور جواب

سوال: "معاذ اللہ" پڑھنا بہتر ہے یا "أعوذ باللہ؟

جواب: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ؛ جب آپ کو مصیبت گھیر لے تو فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اُس وقت کے لیے ہے، اس لیے جب ہم قرآن پڑھتے ہیں تجدید ہوتی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ۔ اور ﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾؛ اللہ کے پیارے نبی ہیں تو ہمیشہ یعنی بڑی مصیبت کے وقت ﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾، اس میں اسم ہے یعنی اس وقت بھی اور ہمیشہ کے لیے بھی۔ تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ میں تجدید ہوتی ہے ہم بڑے مسکین ہیں حقیر ہیں فقیر ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ چاہتے ہیں تجدید بھی ہوتی رہے تو ہمیں جو چیز بتائی گئی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ہمیشہ جو سنت میں آیا ہے۔ ﴿مَعَاذَ اللّٰهِ﴾ کا لفظ سنت میں نہیں آیا ہے اور یہاں پر ہے تو یہ اللہ

کے خاص نبی ہیں اس لیے انہوں نے ﴿مَعَاذَ اللّٰہِ﴾ کہا، آپ کو کہیں پر بھی نظر نہیں آئے گا کسی اور جگہ پر نہیں ہے تو اُن کے لیے خاص ہے اور خاص نبی ہیں خاص دعا کی ہے تو ﴿مَعَاذَ اللّٰہِ﴾ کہہ بھی سکتے ہیں لیکن جو صحیح ہے وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ ہے جو ہم بار بار کہتے ہیں (واللہ اعلم)۔

سوال: وہ جو لونڈی تھی جس سے پوچھا تھا اللہ تعالی کہاں ہے اگر وہ جواب غلط دیتی تو پھر کیا ہوتا؟

جواب: مومنہ نہیں ہے اسے آزاد نہ کرو؛ اصل بات یہ تھی نا کہ آزاد کرنا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امتحان لیا کہ مومنہ ہے تو آزاد کر دو اسے۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 012-03: سورۃ یوسف کی مختصر تفسیر (آیات: 019-029) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio